غامدی صاحب، اسلام علیکم!

میرا سوال وراثت کے قانون سے متعلق ہے۔ میں نے سورۃ نساء کی آیات کا بے شمار مرتبہ مطالعہ کیا ہے۔ اور میزان میں بھی وراثت والے حصے کا دو تین مرتبہ مطالعہ کیا ہے اور پھر میزان کے تفصیلی درس بھی آپ کے یوٹیوب کے چینل سے سُن لئے ہیں۔ میرا سوال پیچیدہ ہے مگر میں کوشش کرتا ہوں کہ کم سے کم پیچیدہ طریقے سے پوچھوں۔ سادہ طریقے سے اگر ہم قانونِ وراثت کو بیان کریں تو ہم کہیں گے کہ:

"شریکِ حیات اور والدین کے متعین حصے باری باری پورے ترکے میں سے نکال دینے کے بعد جو بچے گا وہ اولاد / بہن بھائیوں میں تقسیم کیا جائے گا۔"

اب اگر فرض کیجئے کہ اولاد نہیں ہے (اور بھائی بہن بھی نہیں ہیں) تو پھر ایسی صورت میں دو طرح سے وراثت تقسیم ہو سکتی ہے۔

۱۔ شریکِ حیات کا متعین حصہ پورے ترکے میں سے نکالا جائے۔ پھر والدہ کا متعین حصہ (ایک تہائی) پورے ترکے میں سے نکالا جائے اور جو بچ جائے وہ والد کو دیا جائے۔

۲۔ یا پھر شریکِ حیات کا متعین حصہ پورے ترکے میں سے نکالا جائے اور پھر جو بچ جائے اُس میں سے والدہ کو ایک تہائی دے کر باقی والد کو دیا جائے۔

اگر ہم پہلے طریقے کو صحیح مان لیتے ہیں تو پھر جس کی وراثت تقسیم ہو رہی ہے اگر وہ عورت تھی تو شریکِ حیات تو آدھا حصہ لے جائے گا۔ اور پھر والدہ کو پورے ترکے کا ایک تہائی ملے گا اور والد کے حصے میں پورے ترکے کا چھٹا حصہ بچے گا۔ اِس میں والد کو والدہ کے مقابلے میں آدھا حصہ مل رہا ہے لیکن اِس تقسیم کے حق میں دلیل یہ ہے کہ چونکہ شادی کے بعد اُس مرنے والی عورت کی منفعت اپنے والد کی جگہ شوہر کو منتقل ہو چکی تھی تو اسلئے والد کا حصہ خود بخود کم ہو جاتا ہے جبکہ ماں کا حصہ اپنی جگہ رہتا ہے۔ یعنی والد کا حصہ کم ہونا فطری ہے اور وہ شوہر کی طرف منتقل سمجھا جائے۔ اور پھر دوسری دلیل یہ ہے کہ جب ہم نے اصول طے کیا ہے کہ شریکِ حیات اور والدین کا حصہ پورے ترکے میں سے نکلنا ہے تو چاہے اولاد / بہن بھائی ہوں یا نہ ہوں وہی اصول لاگو ہونا چاہیے۔

اگر ہم دوسرے طریقے کو صحیح سمجھیں تو پھر شریکِ حیات تو آدھا لے جائے گا اور بچے ہوئے ترکے میں سے والدہ کو ایک تہائی اور باقی والد کو ملے گا۔ اِس صورت میں والد کا حصہ والدہ سے دگنا ہو گا۔ اب اِس تقسیم کے حق میں دلیل یہ ہے کہ اولاد / بھائی بہن کی موجودگی میں چونکہ آخری وارث وہی بچتے ہیں جن کا متعین حصہ نہیں اِس لئے اُن کے لئے بچے ہوئے ترکے میں سے تقسیم ہوتی ہے۔ جبکہ اولاد / بھائی بہن کی عدم موجودگی میں والدین آخری وارث بچتے ہیں (کیونکہ اِس صورت میں والد کا حصہ اُس طرح سے متعین نہیں) تو پھر اُن کے لئے بھی (شوہر کو دینے کے بعد) بچے ہوئے حصے میں سے تقسیم ہو گی۔ ایک اور دلیل جو پیش کی جا سکتی ہے وہ یہ کہ والد کا حصہ والدہ کے برابر یا والدہ سے زیادہ رہنا چاہیے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ دلیل کمزور ہے۔

اِس میں رہنمائی فرمائیں اور اپنی رائے سے آگاہ کریں۔